# نیاز فتح پوری، ناز والے ہی نیاز کو جانیں

اُردو کے تمام رومانوی افسانہ نگاروں پر سجاد حیدر یلدرم کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں یہ اثرات انشائے لطیف پر ہی نہیں عورت سے متعلق کیفیات و تاثرات کے بیان رنگیں پر بھی سایہ فگن ہیں، نیاز کے ہاں بھی عورت روح لطافت اور پیکر جمال ہے اور ساتھ ہی ساتھ مرد کی بہترین رفیق اور دم ساز بھی۔ اس کے علاوہ نیاز فتح پوری تاریخی و نیم تاریخی حکایتوں اور تخیل کی آمیزش سے ایک ایسی دنیا تخلیق کرتے ہیں، جہاں عصری حقائق عموماً طلسماتی دنیا میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ مگر کبھی کبھار یوں بھی احساس ہوتا ہے کہ فسانے کے پردے میں جذبۂ حریت سے سرشار ہو کر ایسی بات کہہ دی ہے جو بُعدِ زماں کے باوجود عصری سیاق و سباق رکھتی ہے۔ مثلاً 'ہندوستان کا ایک کاہن نجومی' جب مرہٹوں کے سامنے یہ خطاب کرتا اور انگریز افسر اور اس کی سرخ پوش فوجوں کی طرف اشارہ کرتا ہے تو علامت کے پردے میں کیا کچھ نہیں نمایاں ہوتا۔ ''اے کاہل و ناعاقبت اندیش کسانو! دن طلوع ہو گیا ہے اور آفتاب اپنا خنجر لے کر بلند ہو چلا ہے، آؤ چلو، بڑھو، اور ان سرخ کھیتوں کو کاٹنا شروع کرو۔'' (حسن کی عیاریاں اور دوسرے افسانے، ص ۹۳) مذہب کے بارے میں مولانا نیاز فتح پوری بڑا جارحانہ نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ مثلاً فروری ۱۹۳۹ء کے 'نگار' کے 'باب الاستفسار' میں یہ پوچھے جانے پر کہ دنیا کا کون سا مذہب بہتر ہے؟ فرماتے ہیں: ''صحیح جواب تو یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب انسان کی ذہنی آزادی چھیننے کے لحاظ سے ایک سے ہیں اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی لیکن آپ کا استفسار غالباً مجھ سے یہ چاہتا ہے کہ میں چند بُری چیزوں میں سے کسی ایک کم بُری چیز کا انتخاب کروں۔'' (ص ۶۸) اصل میں ہر روشن خیال شخص کی طرح نیاز فتح پوری ملاؤں کی تاویلوں اور تعبیروں کے بارے میں سخت ردِعمل کے اظہار کے طور پر ایسا جارحانہ لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں چنانچہ اپریل ۱۹۳۵ء کے 'باب الاستفسار' میں بھی وہ جبل پور کے مرزا محمد مہدی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''آپ کیا پوچھتے ہیں، کہ ان جاہل مولویوں اور کم عقل واعظوں نے کس کس طرح اسلام کو بدنام کیا ہے؟ اور ان کی گندہ تصانیف نے بانیٔ اسلام پر کیا کیا تہمت تراشی ہے۔'' (ص ۴۷) یہی وجہ ہے کہ جب ان کے افسانے 'چند گھنٹے ایک مولوی کے ساتھ' کا آغاز، ان جملوں سے ہوتا ہے، تو مولانا کے نقطۂ نظر سے واقف لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا: ''دنیا میں سانپ اور مولوی دو چیزیں ایسی ہیں جن کی قسموں کی انتہا نہیں البتہ فرق یہ ہے کہ اکثر سانپ زہریلے نہیں ہوتے۔'' (نگارستان، ص ۲۶۳) اسی طرح 'نقاب اُٹھ جانے کے بعد' کا آغاز ہی اس



Scanned by CamScanner

دعوے سے ہوتا ہے کہ: ''آؤ میں تمہیں چند واقعات ایسے سناؤں جن سے تم کو معلوم ہو کہ ہماری بعض سمجھی ہوئی حقیقتیں نقاب اُٹھ جانے کے بعد، کیا نظر آتی ہیں۔'' (ص۴۔۵)

ان تین افسانوں میں خواجہ مسرور شاہ نظامی ایسی 'مقدس شخصیت' کے نفسیاتی پیچ پاک بلکہ مریضانہ طرزِ عمل کو نمایاں کیا گیا ہے، خواجہ صاحب گم نام اور زہریلے خط لکھ کر اپنی پسندیدہ لڑکی صفیہ اور اس کے شوہر ریاض کے درمیان فاصلہ پیدا کرتے ہیں، ایسے ہی 'مولوی حکیم اور ہم' میں ایک نیم ملاّ اور نیم حکیم کا پردہ فاش کیا گیا ہے، جو آخر کار یتیم خانہ کھول لیتا ہے اور یوں ''پہلے تو انہیں سو روپیہ میں تیس روپے ملتے تھے، لیکن اب وہ سب کے سب مالک تھے اور نہایت اطمینان سے لوگوں کو لوٹ رہے تھے، کیونکہ اب یہ بھی خوف نہ باقی رہا تھا کہ ان سے حساب لیا جائے گا۔'' (ص۶۴) مگر نیاز کا لب ولہجہ زیادہ تلخ 'مولانا وارث علی اور ان کی بیوی' میں ہو جاتا ہے، مثال دیکھئے: ''شہر میں حضرت کے توکل کی دھوم ہے، حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ حریص کس طرح لوگوں کے حقوق تلف کرکے روپیہ جمع کر رہا ہے اور کن کن ترکیبوں سے دنیا کو فریب میں مبتلا کرتا ہے۔'' (ص۱۵)

جیسا کہ سطور بالا میں درج کیا گیا کہ نیاز صرف مسلمان ملاؤں سے ہی کبیدہ خاطر نہیں، وہ دنیا بھر کے ان تمام افراد سے نفرت کرتے ہیں، جنھوں نے عقیدے کے مقدس نام پر مظلوم انسانوں کا خون بہایا، یہی وجہ ہے کہ ۲۴ راگست ۱۵۷۲ء کے عنوان سے افسانہ لکھتے ہیں، واضح رہے کہ یہ وہ تاریخ ہے، جب پروٹسٹنٹوں کا قتل عام ہوا تھا، چنانچہ وہ اس افسانے کے عنوان کے ساتھ ہی یہ جملہ بھی درج کر دیتے ہیں کہ ''تاریخ مذہب کا وہ تاریک دن، جس کی نظیر چنگیز و ہلاکو بھی پیش نہ کر سکے۔'' (حسن کی عیاریاں، ص۱۳۱) نیاز کے افسانوں میں عموماً دو ہی رنگ ملتے ہیں، یا تو وہ پوری قوت سے طنز کرتے دکھائی دیتے یا پھر پوری شدت سے نشاط جوئی میں منہمک، تاہم ان دونوں رنگوں میں وہ یکساں طور پر بے باک نظر آتے ہیں۔

ooo



Scanned by CamScanner